بصائر و عبر

تعلیماتِ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہی عالم انسانیت کے لیے مشعل راہ ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلام علیٰ عبادہٖ الذین اصطفیٰ

پاکستان کے وزیر اعظم جناب میاں محمد نواز شریف صاحب نے گورنر ہاؤس لاہور میں کرسمس کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے جہاں اور بہت سی باتیں ارشاد فرمائیں، وہاں اُنہوں نے یہ بات بھی سامعین کے گوش گزار کی کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات عالم انسانیت کے لیے مشعل راہ ہیں اور تمام مذاہب کا مقصد تزکیۂ نفس ہے''۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

راقم الحروف نے اس خبر کو بار بار پڑھا اور کئی ایک اخبارات کی ورق گردانی کی کہ شاید یہ جملہ غلط رپورٹ ہوا ہو یا کسی رپورٹر سے غلط تعبیر ہوئی ہو، لیکن تقریباً تمام اخبارات نے اس جملہ کو اسی طرح ہی شائع کیا ہے، جس سے یقین کی حد تک یہ بات ثابت ہوئی کہ وزیر اعظم صاحب نے اسی طرح ہی فرمایا ہے۔ روزنامہ جنگ کراچی کے حوالہ سے مذکورہ بالا خبر ملاحظہ ہو:

''لاہور (ایجنسیاں/ جنگ نیوز) وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ چند گمراہ لوگ فساد برپا کرتے ہیں اور اسی سے ان کی دکان چلتی ہے۔ مذہبی منافرت پھیلانے والوں کو روکنا ہوگا، کسی کو اپنے ناپاک عزائم کے ذریعہ دنیا میں پاکستان کا اصل چہرہ مسخ نہیں کرنے دیں گے۔ ہمیں مل کر ایک قوم کے تصور کو آگے بڑھانا ہے۔ ملک میں خون کی ہولی کھیلنے والے اکثریت کے نمائندہ نہیں۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے ہفتہ کے روز گورنر ہاؤس لاہور میں کرسمس کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر گورنر پنجاب چوہدری محمد سرور، سینیٹر کامران مائیکل، خلیل طاہر سندھو سمیت مختلف مذاہب کے لوگوں کی کثیر تعداد موجود تھی۔ وزیر اعظم نواز شریف نے کہا کہ تمام مذاہب کا مقصد تزکیۂ نفس ہے۔ ہم نے مذہبی منافرت پھیلانے والوں کو ہر صورت روکنا ہے۔

پاکستان کی افواج، بیوروکریسی اور پارلیمنٹ میں بھی اقلیتیں حصہ ہیں۔ پاکستان میں اقلیتوں کو خوش وخرم دیکھنا چاہتا ہوں۔ پشاور میں گرجا گھر پر حملہ کرنے والے اکثریت کے نمائندہ نہیں۔غربت مذہب دیکھ کر دستک نہیں دیتی۔ پاکستان کی اکثریت اقلیتوں کی معترف اور قدر دان ہے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات عالم انسانیت کے لیے مشعل راہ ہیں........۔‘‘ (روزنامہ جنگ کراچی، بروز اتوار، ۱۸؍صفر المظفر ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۲؍دسمبر ۲۰۱۳ء)

آنحضرت ﷺ کے لائے ہوئے دین کو ماننے والا مسلمان کہلاتا ہے اور تمام مسلمان اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور جو کچھ ان پر نازل ہوا، اس سب کو مانتے ہیں۔ اسلام میں جس طرح قرآن کریم اور آپ ﷺ کو نہ ماننا کفر ہے، ایسے ہی کسی ایک نبی یا کتب سماویہ میں سے کسی کتاب کا انکار کرنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ کی بعثت سے قبل جتنے بھی انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لائے، وہ اپنے اپنے دور اور اپنے اپنے مخصوص زمانہ کے لیے مبعوث ہوئے۔ آپ ﷺ کی بعثت صرف عالم انسانیت کے لیے نہیں، بلکہ پوری کائنات کے لیے اور ہمیشہ کے لیے ہوئی ہے۔ قرآن کریم اور سنت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اس بارہ میں گواہی دیتی ہیں کہ آپ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں، آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ آپ ﷺ کا دین آخری دین ہے، آپ ﷺ پر نازل شدہ کتاب آخری کتاب ہے، آپ ﷺ کی امت آخری امت ہے اور اب حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات ہی عالم انسانیت کے لیے مشعل راہ اور کامیابی کا مدار ہیں اور اس سے بڑھ کر یہ کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی قربِ قیامت آسمان سے نزول فرمانے کے بعد خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ ﷺ کے ایک امتی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کے علاوہ حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات پر خود بھی عمل پیرا ہوں گے اور یہودیوں وعیسائیوں کو بھی ان تعلیمات پر عمل کرنے کا پابند بنائیں گے۔ بطورِ نمونہ قرآن کریم کے چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں، قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے:

۱:...... ’’قُلْ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا‘‘۔ (الاعراف:۱۵۸)

’’تو کہہ اے لوگو! میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف‘‘۔

۲:...... ’’وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا‘‘۔ (السبأ:۲۸)

’’اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا سو سارے لوگوں کے واسطے خوشی اور ڈر سنانے کو‘‘۔

۳:...... ’’وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ‘‘۔ (الانبیاء:۱۰۷)

’’اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا سو مہربانی کر کر جہان کے لوگوں پر‘‘۔

۴:...... ’’وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْھَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰہِ یَبْغُوْنَ‘‘۔ (آل عمران:۸۱،۸۲،۸۳)

''اور جب لیا اللہ نے عہد نبیوں سے کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا کتاب اور علم، پھر آوے تمہارے پاس کوئی رسول کہ سچا بتادے تمہارے پاس والی کتاب کو تو اس رسول پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے، فرمایا کہ کیا تم نے اقرار کیا اور اس شرط پر میرا عہد قبول کیا؟ بولے: ہم نے اقرار کیا، فرمایا: تو اب گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں، پھر جو کوئی پھر جاوے اس کے بعد تو وہی لوگ ہیں نافرمان، اب کوئی اور دین ڈھونڈتے ہیں سوا دین اللہ کے؟''۔

۵:...... ''إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ''۔ (آل عمران:۱۹)

''بے شک دین جو ہے اللہ کے ہاں سو یہی مسلمانی حکم برداری''۔

۶:...... ''وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ''۔ (آل عمران:۸۵)

''اور جو کوئی چاہے سوا دین اسلام کے اور کوئی دین، سو اُس سے ہرگز قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں خراب ہے''۔

۷:...... ''اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا''۔ (المائدۃ:۳)

''آج میں پورا کر چکا تمہارے لیے دین تمہارا اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین''۔

۸:...... ''هُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ''۔ (الفتح:۲۸)

''وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول سیدھی راہ پر اور سچے دین پر، تاکہ اوپر رکھے اس کو ہر دین سے اور کافی ہے اللہ حق ثابت کرنے والا''۔

یہ چند آیات بطور نمونہ قلم برداشتہ لکھ دی گئی ہیں، ورنہ قرآن کریم کی ایک ایک آیت، ایک ایک جملہ اور ایک ایک حرف پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اب مدارِ نجات، مشعلِ راہ اور کامیابی کی ضمانت صرف اور صرف حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات ہی ہیں۔ اس لیے کہ آپ ﷺ کی بعثت صرف اہل عرب یا یہود و نصاریٰ تک محدود نہیں، بلکہ روئے زمین کے کسی بھی خطہ میں کوئی انسان رہتا ہے آپ ﷺ کی بعثت اس کے لیے بھی ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات تمام عالم کے لیے رب اور شہنشاہِ مطلق ہے، اسی طرح آپ ﷺ کی نبوت و رسالت بھی تمام عالم کے لیے ہے۔ اب انسانیت کی ہدایت و کامیابی کی صورت صرف ایک ہی ہے کہ اس جامع ترین عالم گیر صداقت کی پیروی کی جائے جو آپ ﷺ لے کر آئے ہیں۔ آپ ﷺ ہی اب وہ پیغمبر اور راہنما ہیں جن پر ایمان لانا تمام

انبیاء ومرسلین علیہم السلام اور کتب سماویہ پر ایمان لانے کے مرادف ہے اور جو انسان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہیں کرتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو مشعل راہ نہیں بناتا، چاہے وہ یہودی ہو یا عیسائی، اس کا اب اپنے رسول اور پیغمبر پر بھی ایمان معتبر نہیں اور نہ ہی سابقہ کتب اس کے لیے مشعل راہ بن سکتی ہیں۔

بطورِ شہادت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور سنت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

۱:...... ’’عن مالک بن أنسؒ مرسلاً قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم: ترکت فیکم أمرین لن تضلوا ماتمسکتم بهما کتاب اللّٰہ وسنة رسوله‘‘۔ (مشکوٰۃ، ص:۳۱)

’’حضرت مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: میں نے تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑی ہیں، جب تک تم انہیں پکڑے رہوگے ہرگز گمراہ نہیں ہوسکتے، وہ کتاب اللہ (قرآن مجید) ہے اور سنت رسول اللہ (احادیث) ہے‘‘۔

۲:...... ’’عن أبی موسی الأشعری رضی اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم: ثلثة لهم أجران، رجل من أهل الکتاب آمن بنبیه وآمن بمحمد، والعبد المملوک إذا أدی حق اللّٰہ وحق موالیه، ورجل کانت عندہٗ أمة یطأها فأدبها فأحسن تأدیبها وعلمها فأحسن تعلیمها ثم أعتقها فتزوجها، فله أجران، متفق علیه‘‘۔ (مشکوٰۃ، ص:۱۲)

’’حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین شخص ایسے ہیں جن کو دو اجر ملیں گے: ایک وہ اہل کتاب (یہودی یا عیسائی) کو جو (پہلے) اپنے نبی پر ایمان رکھتا تھا، پھر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لایا۔ اس غلام کو جو اللہ کے حقوق کو بھی ادا کرے اور اپنے آقاؤں کے حق کو بھی ادا کرتا رہے۔ اس شخص کو جس کی کوئی باندی تھی اور وہ اس سے صحبت کرتا تھا، پہلے اس کو اچھا ہنرمند بنایا، پھر اس کو خوب اچھی طرح تعلیم دی اور پھر اس کو آزاد کرکے اس سے نکاح کرلیا تو یہ بھی دوہرے اجر کا حقدار ہوگا‘‘۔

۳:...... ’’عن أبی هریرة رضی اللّٰہ عنه قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم: والذی نفس محمد بیدہ لایسمع بی أحد من هذه الأمة یهودی ولانصرانی ثم یموت ولم یؤمن بالذی أرسلت به إلا کان من أصحاب النار، رواہ مسلم‘‘۔ (مشکوٰۃ، ص:۱۲)

’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! اس امت میں سے جو شخص بھی خواہ وہ یہودی ہو یا نصرانی، میری نبوت کی خبر پائے اور میری لائی شریعت پر ایمان لائے بغیر مرجائے وہ دوزخی ہے‘‘۔

۴:...... ’’وعن جابرؓ أن عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنه أتی رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم بنسخة من التوراة فقال: یارسول اللّٰہ! هذه نسخة من التوراة، فسکت فجعل یقرأ ووجه رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم یتغیّر، فقال أبوبکرؓ: ثکلتک الثواکل ماتری مابوجه

رسول الله ﷺ؟ فنظر عمرؓ إلٰی وجه رسول الله ﷺ ،فقال: أعوذ بالله من غضب الله وغضب رسوله رضينا بالله ربًّا وبالإسلام دينًا وبمحمد نبيًّا، فقال رسول الله ﷺ: والذی نفس محمدٍ بيدهٖ لوبدالكم موسیٰ فاتبعتموه وتركتمونی لضللتم عن سواء السبيل ولو كان حيًّا وأدرك نبوتی لاتبعنی، راه الدارمی‘‘۔ (مشکوٰۃ،ص:۳۲)

’’اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ (ایک مرتبہ) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سرکار دو عالم ﷺ کے پاس تورات کا ایک نسخہ لائے اور عرض کیا: یارسول اللہ! یہ تورات کا نسخہ ہے۔آپ ﷺ خاموش رہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (تورات کو) پڑھنا شروع کردیا،ادھر غصہ سے آنحضرت ﷺ کا چہرۂ مبارک متغیر ہونے لگا (یہ دیکھ کر) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عمر! گم کرنے والیاں تمہیں گم کریں، کیا تم آنحضرت ﷺ کے چہرۂ اقدس (کے متغیر ہونے) کو نہیں دیکھتے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کے چہرۂ منور کی طرف نظر ڈالی اور (غصہ کے آثار کو دیکھ کر کہا) میں اللہ کے غضب اور اس کے رسول ﷺ کے غصہ سے پناہ مانگتا ہوں، ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر، اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قسم ہے ذات پاک کی جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے، اگر موسیٰ علیہ السلام تمہارے درمیان ظاہر ہوتے تو تم ان کی پیروی کرتے اور مجھے چھوڑ دیتے (جس کے نتیجہ میں) تم سیدھے راستہ سے بھٹک کر گمراہ ہوجاتے اور (حالانکہ) اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور میرا زمانۂ نبوت پاتے تو وہ (بھی) یقیناً میری (ہی) پیروی کرتے‘‘۔

۵:......’’عن جابرؓ عن النبی ﷺ حين أتاه عمرؓ فقال: إنا نسمع أحاديث من يهود تُعْجِبنا أفترىٰ أن نكتب بعضها؟ فقال: أمتهوكون أنتم كما تهوكت اليهود والنصارىٰ لقد جئتكم بها بيضاء نقية ولو كان موسیٰ حيًّا ماوسعه إلا اتباعی‘‘۔ (مشکوٰۃ،ص:۳۰)

’’حضرت جابر رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ: ہم یہود کی حدیثیں سنتے ہیں اور وہ ہمیں اچھی لگتی ہیں، کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ ہم ان میں سے بعض کو لکھ لیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم بھی اسی طرح حیران ہو جس طرح یہود و نصاریٰ حیران ہیں؟ (جان لو کہ) بلاشبہ میں تمہارے پاس صاف و روشن شریعت لایا ہوں۔ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو وہ بھی میری پیروی پر مجبور ہوتے‘‘۔

۶:......’’عن أبی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: كل أمتی يدخلون الجنة إلا من أبیٰ، قيل: ومن أبیٰ؟ قال: من أطاعنی دخل الجنة ومن عصانی فقد أبیٰ. رواه البخاری‘‘۔ (مشکوٰۃ،ص:۲۷)

’’حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت

جنت میں داخل ہوگی، مگر وہ شخص جس نے انکار کیا اور سرکشی کی وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا، پھر پوچھا گیا: وہ کون شخص ہے جس نے انکار کیا اور سرکشی کی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے میری اطاعت وفرمانبرداری کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے انکار کیا اور سرکشی کی''۔

قرآن وسنت کے علاوہ گزشتہ انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو لازمی قرار دیا ہے، مثلاً:

۱:......حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دیتے ہوئے اپنے بیٹوں کو ارشاد فرمایا:

''یہوداہ سے سلطنت نہیں چھوٹے گی اور نہ اس کی نسل سے حکومت کا عصا موقوف ہوگا، جب تک شیلوہ نہ آئے اور قومیں اس کی مطیع ہوں گی''۔ (پیدائش: ۴۹،۱۰)

۲:......حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت ان الفاظ میں دی:

''میں ان کے لیے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اُسے حکم دوں گا، وہی وہ ان سے کہے گا''۔ (استثنا: ۱۸،۱۸)

۳:......اسی طرح انجیل یوحنا میں ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں سے کہا:

''لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے، کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا، لیکن اگر جاؤں گا تو اُسے تمہارے پاس بھیج دوں گا''۔ (انجیل یوحنا: ۱۶،۷)

''حضرت مولانا عبدالحق حقانی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے انجیل یوحنا باب: ۱۴ کی یہ مشہور بشارت انجیل یوحنا کے اس عربی نسخہ سے نقل کی ہے جو لندن میں ۱۸۳۱ء اور ۱۸۴۳ء میں طبع ہوا: باب نمبر: ۱۴، از آیت نمبر: (۱۵) اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے (۱۶) اور میں باپ سے درخواست کروں گا اور وہ تمہیں فارقلیط دے گا کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گا (یعنی روحِ حق جسے دنیا حاصل نہیں کرسکتی)۔ (۲۶) لیکن وہ فارقلیط (جو روح حق ہے) جسے باپ میرے نام بھیجے گا وہ تمہیں سب چیزیں سکھائے گا اور سب باتیں جو میں نے تم سے کہیں وہ یاد دلائے گا۔ (۲۹) اور اب میں نے تمہیں اس کے واقع ہونے سے پہلے کہا، تاکہ جب وہ واقع ہو تو تم ایمان لاؤ۔ (۳۰) بعد اس کے میں تم سے بہت کلام نہ کروں گا، اس لیے کہ اس جہان کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کی کوئی بات نہیں۔''

اور باب نمبر: ۱۶، آیت نمبر: ۷ میں ہے: لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں تمہارے لیے میرا جانا ہی فائدہ مند ہوگا، کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ فارقلیط (مددگار) تمہارے پاس نہ آوے، لیکن

اگر میں جاؤں تو اس کو تمہارے پاس بھیج دوں گا.....‘‘ (معارف القرآن کاندھلویؒ، جلد:۷، ص:۲۲۲)

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کیے بغیر کوئی چارہ نہ ہوتا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول کے بعد قرآن کریم اور سنت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مطابق فیصلے کرنا، محشر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شفاعت کبریٰ کے لیے پیش قدمی کرنا اور تمام بنی آدم کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہونا اور شب معراج میں بیت المقدس کے اندر تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت کرنا، کیا یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیادت عامہ اور امامت عظمیٰ کے آثار میں سے نہیں ہے؟

....

جناب وزیر اعظم کا یہ فرمانا کہ ’’تمام مذاہب کا مقصد تزکیۂ نفس ہے‘‘ شریعتِ محمدی کے آنے کے بعد بھی ان کا یہ کہنا گویا مسلمانوں اور عیسائیوں میں کوئی دوئی اور تفریق نہیں، یہ خیال بھی قرآن کریم اور سنت نبویہ سے عدمِ واقفیت کی دلیل ہے، اس لیے کہ قرآن کریم اور احادیث رسول اللہ میں جہاں جہاں یہ لفظ آیا ہے، وہاں تزکیہ سے مراد دل کو کفر وشرک کے علاوہ باطنی امراض اور باطنی گناہوں سے پاک کرنا ہے۔ جس آدمی کے دل میں کفر، شرک اور نفاق موجود ہو، اس کا دل کیسے پاک ہوسکتا ہے؟ اور اس کے مجاہدے اور ریاضتوں کی کیا حیثیت ہوسکتی ہے؟

اس لیے کہ نزولِ قرآن کے وقت عرب میں تین طبقات تھے اور ہر ایک اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کرتا تھا۔ مشرکین مکہ کہتے تھے کہ ’’مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى‘‘ ’’ہم ان بتوں کی عبادت اس لیے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کا قرب دلا دیں گے۔ جب یہ سوال نصاریٰ سے کیا جاتا کہ تم کیوں شرک میں مبتلا ہو تو وہ بھی محبت الٰہی کا دعویٰ کرتے اور کہتے کہ مسیح علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے اور اس کی پرستش اللہ تعالیٰ کی محبت کے لیے ہے۔ اسی طرح یہود بھی کہتے تھے ’’نَحْنُ أَبْنَاءُ اللّٰهِ وَأَحِبَّاءُهٗ‘‘ ’’ہم اللہ تعالیٰ کی اولاد ہیں، گویا وہ بھی اللہ کے محبوب ہونے کے دعویدار تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان سب کے باطل دعوؤں کو رد کیا اور اپنی محبت کا معیار اپنے بندوں کے لیے یہ مقرر فرمایا کہ:

’’قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ‘‘۔ (آل عمران:۳۱)

’’تو کہہ! اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو، تاکہ محبت کرے تم سے اللہ اور بخشے گناہ تمہارے‘‘۔

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی نور اللہ مرقدہٗ اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

’’یعنی اگر دنیا میں آج کسی شخص کو اپنے مالک حقیقی کی محبت کا دعویٰ یا خیال ہو تو لازم ہے کہ اس کو اتباعِ محمدی کی کسوٹی پر کس کر دیکھ لے، سب کھرا کھوٹا معلوم ہو جائے گا، جو شخص جس قدر حبیب خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ چلتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی روشنی کو مشعل راہ بناتا ہے، اسی قدر

سمجھنا چاہیے کہ خدا کی محبت کے دعوے میں سچا اور کھرا ہے اور جتنا اس دعوے میں سچا ہوگا، اتنا ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں مضبوط و مستعد پایا جائے گا، جس کا پھل یہ ملے گا کہ حق تعالیٰ اس سے محبت کرنے لگے گا اور اللہ کی محبت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی برکت سے پچھلے گناہ معاف ہوجائیں گے اور آئندہ طرح طرح کی ظاہری و باطنی مہربانیاں مبذول ہوں گی‘‘۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے وزیر اعظم کا قرآن کریم، احادیث رسول اللہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ان حوالوں کے بعد یہ فرمانا کہ ’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات عالم انسانیت کے لیے مشعل راہ ہیں اور تمام مذاہب کا مقصد تزکیہ نفس ہے‘‘ یہ کس قدر عقل و دانش اور شریعت کے خلاف اور بے وزن بات ہے، جس کی اہل علم عقل مند آدمی کوئی توجیہ نہیں کرسکتا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا دین مکمل صورت میں جب پہنچ گیا تو اب طلوع آفتاب کے بعد مٹی کے چراغ جلانا یا گیس، بجلی اور ستاروں کی روشنی تلاش کرنا محض لغو اور کھلی حماقت ہے۔ مقامی نبوتوں اور ہدایتوں کا وقت اور عہد گزر چکا، اب سب سے آخری اور عالمگیر نبوت و ہدایت سے روشنی حاصل کرنا ہوگی کہ یہی تمام روشنیوں کا خزانہ ہے، جس میں پہلی تمام روشنیاں مدغم ہوچکی ہیں۔

وزیر اعظم صاحب! ظاہری مسلمانی کسی کام نہ آئے گی، ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات کو قبول کرے اور دل سے ان کا یقین لائے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات میں سے اگر کسی ایک ارشاد پر بھی ایمان و یقین نہیں لائے گا تو وہ مسلمان نہیں۔ ظاہرداری کا ایمان تو منافقین کے پاس بھی تھا، وہ اپنی زبانوں سے اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار بھی کرتے تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کی گواہی بھی دیتے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی ایسی ظاہرداری کی گواہی کو قبول نہیں فرمایا، بلکہ ان کے ایمان کی نفی کے ساتھ ساتھ ان کی نمازوں، روزوں، حج وزکوٰۃ جیسی عبادتوں کو بھی رد کرتے ہوئے فرمایا کہ منافقین جہنم کے نچلے طبقے میں ہوں گے۔

لگتا یہ ہے کہ وزیر اعظم صاحب نے عیسائی اقلیت کو خوش کرنے اور مغربی دنیا میں اپنا قد کاٹھ اونچا کرنے کے لیے یہ بات فرمائی ہے، لیکن انہیں معلوم نہیں کہ اس سے عزت نہیں بڑھتی، بلکہ آدمی اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے محروم ہوجاتا ہے اور اندیشہ ہے کہ ایسا آدمی کہیں ایمانِ حقیقی سے محروم نہ ہوجائے۔

۲:...... وزیر اعظم صاحب کو شاید معلوم نہ ہو کہ اس جملہ سے آدمی کا اسلام اور ایمان مشکوک ہوکر رہ جاتا ہے، کیونکہ اس کو پڑھنے یا سننے والا آدمی یہی سمجھتا ہے کہ شاید دین عیسوی کی دعوت دی جارہی ہے اور اس کا کہنے والا نعوذ باللہ! دین عیسوی کی دعوت دے رہا ہے۔ کیا ایک مسلمان وزیر اعظم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو چھوڑ کر منسوخ دین کی دعوت دے سکتا ہے؟

۳:...... وزیر اعظم صاحب کے اس جملہ کو سننے والے سادہ لوح انسان اور مسلم نوجوان

نسل پر کیا یہ اثر نہیں پڑے گا کہ وہ عیسائیت کو صحیح مذہب تصور کرنے لگیں گے اور سمجھیں گے کہ ہمیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات سیکھنی اور حاصل کرنا چاہئیں؟

۴:...... پھر ان کو سیکھنے یا سمجھنے کے لیے کیا وہ عیسائی پادریوں اور محرف شدہ تورات وانجیل کی طرف نہیں لپکیں گے؟ اور پھر جب وہ ایسا کریں گے تو کیا ان کا دین اور ایمان محفوظ رہے گا؟ اور کیا وہ آہستہ آہستہ ارتداد کی راہ اختیار نہیں کریں گے؟

۵:...... کیا ہمارے دانشور اور باشعور حضرات یہ سمجھنے پر حق بجانب نہیں ہوں گے کہ ہمارے وزیراعظم صاحب نے اس ایک جملہ میں وہ سب کام کر دکھایا ہے جو عیسائی مشنری اور عیسائی این، جی، اوز کروڑوں اربوں ڈالر خرچ کرنے کے باوجود سالوں تک نہیں کرسکیں؟

۶:...... کیا یہ سب کچھ اس فنڈ کی مطلوبہ شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے تو نہیں کیا جارہا جس کی بدولت پنجاب بھر میں دانشکدہ کے نام سے عیسائی کمیونٹی اور مغربی اسکولوں کی طرز پر اسکول بنائے جارہے ہیں، جن میں طلبہ وطالبات کے مخلوط نظام تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کے ایک ساتھ نہانے کے لیے سوئمنگ پول تو خاص طور پر بنائے گئے ہیں، لیکن نماز پڑھنے کے لیے کوئی جگہ نہیں۔

وزیراعظم صاحب کو چاہیے کہ وہ اپنے کہے گئے ان جملوں پر غور فرمائیں اور سوچیں کہ اگر یہ جملے غیر اختیاری طور پر ان کی زبان سے صادر ہوئے ہیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ سے اس کی معافی مانگیں اور قوم کے سامنے ان کی وضاحت کریں اور اگر یہ تقریر کسی اور نے ان کو لکھ کر دی ہے تو اس سے بازپرس کریں اور اُس سے اس کی وضاحت طلب کریں کہ آخر اس نے یہ غیراسلامی اور غیرشرعی جملے تقریر میں کیوں داخل کیے ہیں؟

شیخ سعدیؒ لکھتے ہیں: ''وزیر جتنا بادشاہ سے ڈرتا ہے، اگر اتنا اللہ تعالیٰ سے ڈرتا تو فرشتوں سے بڑھ جاتا'' ہمارے اربابِ اختیار جس قدر امریکہ بہادر سے ڈرتے ہیں، اتنا اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے۔ پاکستان کے عوام چونکہ مسلمان ہیں، اس لیے اب ہمارے حکمران بھی اللہ ورسول اور کتاب وسنت کا نام لینے پر مجبور ہیں، لیکن یہ حضرات کتاب وسنت کا نام لینے میں بھی یہ احتیاط ملحوظ رکھتے ہیں کہ امریکہ بہادر ناراض نہ ہو اور دانایانِ مغرب کی طرف سے ان کو بنیاد پرستی کا طعنہ نہ دیا جائے۔ جس ملک کے عوام اور حکمران ایسے نام نہاد مسلمان ہوں، اس ملک پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں کیا نازل ہوں گی؟ غضب اور قہر ہی نازل ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر طرف سے جوتے کھارہے ہیں، مگر دلوں پر ایسی مہر لگی ہے کہ پھر بھی عبرت نہیں پکڑتے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان صحیح نصیب فرمائیں اور اعمالِ صالحہ کی توفیق سے سرفراز فرمائیں۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ اٰلہٖ وصحبہ أجمعین